

پیر طریقت حضرت مولانا محمد رحیم اللہ عرف باچا صاحب کی رحلت

حضرت مولانا محمد ابراہیم فانیؒ کی لرزہ دینے والی جدائی کے تیسرے دن ایک اور سانحہء فاجعہ نے بچی کچھی صبر و توانائی کی جمع پونجی بھی لوٹ لی۔ صبح سویرے ہر جانب سے حضرت باچا صاحب کی رحلت کی افسوسناک خبریں آنے لگیں۔ یقین جانئے کہ صبر و برداشت کا جو پختہ حضرت فانی صاحب کی جدائی کے سبب شکست و ریخت کے باعث کمزور ہو چلا تھا، اچانک حضرت باچا صاحبؒ جیسی ملکوتی صفات کی حامل شخصیت کی وفات سے وہ بھی منہدم ہو گیا۔ ع گھر میں کیا تھا جو تیرا غم اُسے غارت کرتا

پیکرِ حلم و تواضع، مردِ درویش، مردِ قلندر، تقویٰ کے پہاڑ، صبر و توکل کے کوہِ گراں حضرت مولانا محمد رحیم اللہ عرف باچا صاحب اس گئے گزرے دور میں اپنی مثال آپ اور قرونِ اولیٰ کے بزرگوں کی زندہ جاوید تصویر تھے۔ آپ محاوروں، مبالغوں، ادبی استعاروں اور افسانوی گھڑی ہوئی کہانیوں کے کردار کی حامل شخصیت نہیں تھے بلکہ پوری ذمہ داری کیساتھ یہ لکھ رہا ہوں کہ اس مادیت کے گئے گزرے دور میں حضرت مولانا محمد رحیم اللہ باچا صاحب اپنی مثال آپ تھے۔ نہ پوچھ ان خرقہ پوشوں کی ارادت ہو تو دیکھ انکو یدِ بیضائے پھرتے ہیں اپنی آستینوں میں

حضرت والد صاحب مدظلہ نے ان کے حینِ حیات میں کئی مرتبہ ہمیں فرمایا کہ حضرت باچا صاحبؒ جیسی مبارک اور برگزیدہ شخصیت کو دیکھ کر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جیسے یہ شخص حضراتِ صحابہ کرامؓ اور تابعینِ عظامؓ کے قافلے سے چلتے چلتے اس عہد میں رہ گئے۔ حضرت باچا صاحبؒ کی بابرکت نورانی شخصیت پر مجھ جیسے سیاہ کار اور بے بضاعت کیا روشنی ڈالیں گے؟ اور کیا مدح و تعریف کر سکیں گے؟ جن حضرات نے حضرت باچا صاحبؒ کو نہیں دیکھا آج اگر ان کے سامنے اُن کی دلکش شخصیت اور ان کے بلند و بالا ملکوتی صفات کی حامل ہستی کے بارے میں اگر صد ہا صفحات بھی لکھے جائیں تو بھی ان کا کما حقہ احاطہ نہیں کیا جاسکتا اور نہیں سمجھا جاسکتا ہے۔ بس یوں سمجھئے کہ سفید لباس، سفید چادر، سفید طویل داڑھی اور انتہائی سرخ و سفید خوبصورت چمکتی ہوئی پیشانی، لب، حسن اخلاق اور تلم کی شیرینی سے گویا کھلتا ہوا گلاب الحقِ انسانی سراپے میں فرشتہ زمین پر نظر آتے تھے۔

آفاقہا گردیدہ ام مہربتاں درزیدہ ام

بسیار خوباں دیدہ ام لیکن تو چیز دیگری

بہر حال حضرت مولانا رحیم اللہ باچا صاحبؒ خود فرماتے تھے کہ ایک مرتبہ میں اپنے بھائی کو دارالعلوم میں داخلے کے

لئے حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق نور اللہ مرقدہ کی خدمت میں لے کر حاضر ہوا اور ان کے داخلے کی کاروائی کے بعد حضرت نور اللہ مرقدہ نے میری جانب توجہ فرمائی اور مجھے فرمایا کہ آپ بھی یہاں پر دارالعلوم میں داخلہ لے لیں۔ میں نے گزارش کی کہ کچھ درجات کی کتابیں پڑھ چکا ہوں اور کچھ کتابیں درمیان میں رہ گئی ہیں۔ لیکن حضرت نے فرمایا کہ تم بھی داخلہ لے لو، پھر بعد میں یہ کتابیں بھی پڑھ لو گے۔ یوں ایک مہمان بھی دارالعلوم کا طالب علم بن گیا، لیکن چونکہ شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ کی قلندرانہ نگاہوں نے اس گوہر نایاب اور علم و تقویٰ کے چھپے ہوئے چشمہ فیض و ہدایت کو بھانپ لیا تھا، اسی لئے ایک مہتمم محدث کبیر ایک سادہ اور نحیف طالب علم سے دارالعلوم میں داخلے کی تمنا اور اصرار کر رہے تھے۔ اس سے اندازہ کریں کہ ابتداء سے حضرت مولانا محمد رحیم اللہ باچا صاحب علم و معرفت کی کن کن رفعتوں پر فائز تھے۔ ولی راوی می شناسد قدر گل بلبل شناسد دارالعلوم حقانیہ کی ستائیس سالہ تاریخ میں حضرت مولانا محمد رحیم اللہ باچا صاحب واحد تنہا فارغ التحصیل طالب علم تھے جو باوجود صوبہ خیبر پختونخوا کی بہت بڑی قد آور روحانی شخصیت اور ایک بہت بڑے تعلیمی ادارے کے مہتمم و سرپرست ہونے کے باوجود برسہا برس، وسیع و عریض مادر علمی دارالعلوم حقانیہ میں بغیر جوتوں کے عقیدت و محبت کے باعث ننگے پاؤں پھرتے رہتے اور فرماتے مجھے یہ گوارا نہیں کہ اپنے مادر علمی اور اپنے شیخ مولانا عبدالحقؒ کے مرکز میں جوتوں سمیت اکڑ کر چلوں۔ حضرت باچا صاحب برسہا برس اپنے علاقہ اضاحیل میں اپنے علمی اور روحانی فیض کا سلسلہ چلاتے رہے پھر جب علاقہ کی مسجد تنگ پڑ گئی تو آپ نے توکل علی اللہ جامعہ اسلامیہ کی بنیاد حضرت مولانا عبدالحقؒ کے ہاتھوں رکھوائی۔ گاؤں کی سڑک کے متصل زمین پر آلتی پالتی مارکر مدرسے کیلئے خود چندہ جمع کرتے۔ سارا دن گاڑیوں کی دھول اور دھوپ کی شدت جھیل کر مدرسہ و مسجد کی تعمیر کیلئے اتنی زیادہ زحمت برداشت کرتے لیکن اللہ تعالیٰ نے جب ان کی فنائیت، تواضع اور اخلاص اور مدرسہ و مسجد کیلئے انکے دیوانہ وار جذبے کی بھرپور قدر کرتے ہوئے آنا فانا مخلوق اور اہل خیر کے قلوب آپکے جامعہ کی تعمیر و ترقی کیلئے مائل کرادیئے اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے ایک عظیم الشان وسیع و عریض بلند و بالا ہاسٹلوں، درسگاہوں سے مزین جامعہ اسلامیہ ہمیں نظر آیا اور ساتھ ہی صوبہ خیبر پختونخوا کا سب سے بڑا بنات کا مدرسہ بھی دیکھتے ہی دیکھتے بن گیا۔ یہ حضرت کی واضح کرامت تھی۔ آج یہ جامعہ رشد و ہدایت کا ایک بڑا مرکز بن گیا ہے، حضرت باچا صاحب جیسے بڑی صوفی باصفا، شریعت و طریقت کے مجمع البحرین روحانی شخصیت ہمارے خاندان اور خصوصاً مجھ جیسے ناکارہ و برادر مولانا حامد الحق کیلئے پیر و مرشد سے بڑھ کر تھے۔ ہماری خوش قسمتی تھی کہ ان کی خاص توجہات اور برکات سے ہم جیسے تہی دامن مدتوں اکتساب فیض کرتے رہے۔ ہائے افسوس موت کے ہاتھوں آپ جیسی عظیم ہستی کو بھی ہم نے گنوا دیا۔ حقیقت میں یہ دارالعلوم اور خاندان حقانیہ کا سانحہ ہے۔

متاع دین و دنیا لٹ گئی اللہ والوں کی